

289765- سچ توہبہ کیا شرائط ہیں؟ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: (نمامت توبہ ہوتی ہے) کا کیا مطلب ہے؟

## سوال

پلے سے سر زد ہونے گناہ سے توبہ بلاند امت ہو سکتی ہے؟ نیز یہ بتلائیں کہ توبہ کے لیے ندامت کی کیا شرائط میں؟

## پسندیدہ جواب

## مشمولات

- صحیح توبہ کی شرائط یہ ہیں :
  - پہلی توبہ کا معنی :
  - ندامت توبہ کا سب سے بڑا کرنے ہے
  - دل میں ندامت پیدا ہونے کے لیے معاهد
  - دل میں ندامت پیدا ہونے کے ثمرات
  - گناہ نہ کرنے کا عزم کرنے کے فوائد

اول:

صحیح توبہ کی شرائط یہ ہیں:

1. جو گناہ ہو رہا ہے اسے چھوڑ دیں۔
  2. ماضی میں ہونے والے گناہ پر پشیان ہوں۔
  3. دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پہنچتہ عزم

اور اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد میں سے مال، جان یا عزت سے تعلق رکھتا ہے تو پھر چوتھی شرط بھی ہے کہ :

1. جس کی حق تلفی ہوئی ہے اس سے معافی مانگ لی چاہے یا اسے اس کا حق دے دیا چاہے۔

اللہ تعالیٰ نے سچی توبہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

رَبِّنَا أَنْتَ مَنْ نَعْصِي وَأَنْتَ عَلَيْنَا وَمَنْ فَرَّ مِنْكُمْ فَإِنَّمَا يُفَرِّي عَنْ أَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا يُنَاهِي عَنِ الدِّينِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے حضور یحییٰ توہہ کرو کچھ بعد نہیں کہ تمہارا پروردگار تم سے تمہاری برا بیاں دور کر دے اور تمہیں ایسی جھتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہیں پر رہی

ہیں۔ اس دن اللہ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوائیں کرے گا۔ ان کا نوران کے آگے آگے اور داییں جانب دوڑ رہا ہو گا (اور) وہ کہہ رہے ہوں گے : "اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے" [القریم: 8]

پچی توبہ کا معنی :

امام بیغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"پچی توبہ کے موضوع کے متعلق مختلف آراء ہیں :

چنانچہ عمر، ابی بن کعب اور معاذ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں : پچی توبہ اسے کہتے ہیں انسان توبہ کرے تو دوبارہ گناہ نہ کرے جیسے تھن سے نکلا ہوا دو دھد دوبارہ واپس نہیں جاتا۔  
حسن بصری رحمہ اللہ کے مطابق : انسان ماضی کے گناہوں پر نادم ہوا اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم رکھتا ہو، پچی توبہ کہلاتا ہے۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں : زبان سے استغفار کرے، دل سے پشیان ہو، اور بدن کو گناہ سے دور رکھے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے مطابق : ایسی توبہ کو کہتے ہیں جس سے انسان کو حقیقی فائدہ ہو۔

قریٰۃ کہتے ہیں : پچی توبہ کے لیے چار امور ہیں : زبان سے استغفار کرے، عملی طور پر گناہ ترک کر دے، دل میں گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم رکھے اور بربے دوستوں کی صحبت سے دور رہے۔ "ختم شد"

"تفسیر البیغوی" (8/169)

دوم :

نداہت توبہ کا سب سے بڑا رکن ہے

نداہت اور پشیانی توبہ کا سب سے بڑا رکن ہے، چنانچہ عبد اللہ بن معتل بن مقرن کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے کہا کہ : میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے ہے تھے : (نداہت توبہ ہوتی ہے۔) اسے امام احمد (4012) نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

کچھ اہل علم یہ کہتے ہیں کہ :

"توبہ کے لیے نداہت ہونا کافی ہے؛ کیونکہ نداہت کا مطلب یہ ہے کہ انسان گناہوں کو ترک کر دے، اور آئندہ گناہ بھی بھی نہ کرنے کا عزم کرے؛ اس لیے یہ دونوں چیزیں نداہت کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہیں نداہت کے بغیر ہو جی نہیں سکتیں۔" "ختم شد"

"فتح ابیاری" (471/13)

ملا علی القواری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"(نداہت توبہ ہے) کیونکہ نداہت ہو گی تو توبہ کے بغیر ارکان رونما ہوں گے کہ انسان گناہ ترک کر دے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے، اور جہاں تک ممکن ہو سکے تلف شدہ حقوق کی ادائیگی کرے۔۔۔"

اور کسی گناہ پر پیشان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اسے گناہ سمجھے، اس کا کچھ اور مطلب نہیں ہے۔ "ختم شد  
"مرقاۃ المغایع" (4) 1637/4

جیسے کہ ہم اس کی تفصیلات پہلے سوال نمبر: (247976) میں ذکر کر آئے ہیں۔

اگر بند امت سچی ہو گئی تو گناہ کار گناہ ترک کر دے گا، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے گا، اس طرح توہہ مکمل ہو جائے گی اور توہہ کی تمام مشرائط پوری ہوں گی۔

سوم :

## دل میں ندامت پیدا ہونے کے لیے معاون امور

دل میں ندامت پیدا ہونے کے لیے معاون امور میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں :

پہلی چیز: جہالت کے بعد اللہ تعالیٰ کی معرفت

فرمان باری تعالیٰ ہے :

بِإِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الشَّوْءَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ حُمْ يَنْبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَإِذَا تَكَبَّرَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمًا \* وَلَيَسْتِ الْمُتَبَّهُ لِلَّذِينَ يَعْلَمُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَسِرَ أَهْدُمُ الْمُوْتَ قَالَ إِنِّي مُبْشِّرٌ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ جہالت کوئی برائی کر گزیریں پھر جلد اس سے باز آ جائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔ [17] ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے ہلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجاً میں یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے انکا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ [النساء: 17-18]

امام مجاهد رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: {اللَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوَّهَاتِ} کی تفسیر، بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہر شخص معرفت الہی سے جاہل ہوتا ہے، تا آں کہ اللہ کی نافرمانی سے باہر نکل آتے۔" ختم شد  
"الصَّحِحُ الْمُبُورُ فِي التَّفْسِيرِ بِالْمَأْثُورِ" (2/19)

دوسری چیز: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوں تو ذکر الہی میں مشغول ہو جائیں:

فرمان پاری تعالیٰ ہے :

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑ کر چلو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ ان متنقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ [133] جو خوشحالی اور تنگ دستی (ہر حال) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کوپی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی نیک لوگوں سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ [134] ایسے لوگوں سے جب کوئی برکام ہو جاتا ہے اور اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً انہیں اللہ پا آ جاتا ہے اور وہ اپنے گنہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کوئی ہے جو گناہ معاف کر سکے؟ اور وہ دیدہ و انسانیت کا مظہر ہے۔

اپنے کی پر اصرار نہیں کرتے۔ [135] ایسے لوگوں کی جزاں کے پروردگار کے ہاں یہ ہے کہ وہ انہیں معاف کر دے گا اور ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہیں بہ رہی ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ (اصھے) عمل کرنے والوں کا کیسا اچھا بدلہ ہے۔ [آل عمران: 133-136]

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کہتے ہیں : مجھے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور ابو بکر نے واقعی سچ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سننا : (کوئی بھی شخص گناہ کرے اور پھر کھڑے ہو کر وضو کر کے نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی : (وَالَّذِينَ إِذَا قُلُّوكُوا فَاحْسَنُوا إِنَّمَا تُقْسِمُ الْأَنْوَارُ إِذَا أَنْوَرُوكُمْ وَمَنْ يَغْنِمُ اللَّهُ أَعْلَمُ إِذَا أَنْوَرُوكُمْ فَلَمْ يُصْرُوْا عَلَىٰ مَا قُلُّوكُوا وَهُمْ لَيَقْنُونَ)۔ یعنی : ایے لوگوں سے جب کوئی برکا م ہو جاتا ہے یا وہ اپنے آپ پر نکل کر بیٹھتے ہیں تو فوراً انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کوئی ہے جو گناہ معاف کر سکے ؟ اور وہ دیدہ دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے ۔)

اس حدیث کو ابو داود: (1521)، ترمذی: (406) اور ابن ماجہ: (1395) نے روایت کیا ہے اور ابی فی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح البخاری" (5738) میں صحیح قرار دیا ہے۔

تیسرا چیز: اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہونے کے بعد میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف پیدا کریں :

اس حوالے سے فرمان باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اور اولاد دیئے جا رہے ہیں [55] تو ہم انہیں بھلایاں دیئے میں جلدی کر رہے ہیں؟ معاملہ یوں نہیں بلکہ اصل بات کا انہیں شور ہی نہیں [56] (بھلایاں پانے والے اور اہل وہ لوگ ہیں) جو اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں [57] اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں [58] اور وہ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرا تے [59] اور وہ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو بھی دیں اور ان کے دلوں کو دھڑکا لگا رہتا تھا کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ [60] یہی لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی کرنے اور اپک دوسرا سے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ [امور منون: 55-61]

جو تھی چز:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امیدی کے بعد امید س استوار کر سے :

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے گنجائی کارندوں کے بارے میں فرمایا:

بِرَبِّكُمْ لَا تُنفِرُوهُ إِلَيْنَا مُنْفَرِينَ إِنَّ اللَّهَ لَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ (53) وَلَا يُنْهِي إِلَيْنَا مَنْ قَاتَلَكُمْ وَأَخْرَجَكُمْ مِّن دِيْنِكُمْ وَأَخْرَجَكُمْ مِّنْ بَيْتِكُمْ وَأَنْهَاكُمْ إِلَى رَبْعٍ فَلَا يَتَبَعَّدُونَ (54).

ترجمہ: آپ لوگوں سے کہہ دیجیے: اے میرے بندوں جنوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے ما یوس نہ ہونا، اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ غضور رحیم ہے۔ [53] اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مان لو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمیں کمیں سے مدد بھی نہ مل سکے۔ [54] اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوا ہے اس کے بہتر بن پہلو کی بیرونی کرو پہنچتہ اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تمیں خیر بھی نہ ہو۔ [الزمر: 53-55]

سیدنا بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ : "امرکوں میں سے کچھ لوگ بہت زیادہ قتل و غارت میں ملوث تھے، زنا بہت زیادہ کرتے تھے، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے : جس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی چیز ہے، لیکن کیا آپ ہمیں یہ بتالا میں گے کہ ہماری کارست انیوں کا بھی کوئی کفارہ ہے؟ تو پھر اللہ تعالیٰ نے [اپنے

بندوں کی خوبیاں کرتے ہوئے [یہ آیات نازل فرمائیں : **وَالَّذِينَ لَا يَنْهَا حُنُونَ مَعَ اللَّهِ إِنَّا أَخْرَ، وَلَا يَنْتَهُونَ النَّفَرَ إِنَّمَا حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِعِنْدِهِ، وَلَا يَنْزَهُونَ**]. ترجمہ : اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور مسجد سے دعائیں نہیں کرتے ، نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کسی معموم جان کو قتل کرتے ہیں ، اور نہ ہی زنا کرتے ہیں ۔ [الفرقان : 68]

ساتھ سورت الزمر کی آیات بھی نازل ہوئی : **{قُلْ يَا عَبَادِيَ الَّذِينَ أَنْسَرُ فَوْأَعْلَى أَنْفُسِهِمْ، لَا يَنْتَهُونَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ}** {ترجمہ : آپ لوگوں سے کہہ دیجیے : اے میرے بندوں ! ہنوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا ۔ [الزمر : 53] "اس حدیث کو امام بخاری : (4810) اور مسلم : (122) نے روایت کیا ہے ۔

چہارم :

## دل میں مدامست پیدا ہونے کے ثمرات

دل میں پیشانی اور مدامست پیدا ہونے کے چار فوائد ہیں :

پہلا فائدہ : گناہ سرزد ہونے پر ہمیشہ دل میں درد اور دکھ کے ساتھ حسرت رہتی ہے ۔

جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ : "يَقِنَّا مِنْ أَنْهَاوِنَا كَوَايِيْسَ بِسِجْنَتِهِ وَهُوَ بِهِ بِيَمِنَهِ" سمجھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر گرنے جاتے ، جبکہ فاجر شخص اپنے گناہوں کو ناک پر بیٹھی مکھی کی طرح سمجھتا ہے کہ اسے ہاتھ کے اشارے سے اڑا دے ۔ "ابو شہاب نے ہاتھ سے مکھی اڑانے کا اشارہ کر کے دکھایا ۔ صحیح بخاری : (6308)

اور اس کی الٹ کیفیت یہ ہوتی ہے کہ انسان کو گناہ کرنے کا موقع ملے تو خوش ہو جاتے ۔

جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا : "گناہ کرنے کا موقع ملنے پر خوش ہونا ، گناہ سے بھی بدتر ہے ، اسی طرح گناہ نہ کر سکنے پر مایوس ہونا بھی گناہ کرنے سے بدترین عمل ہے ۔"

اس اثر کو ابو نعیم نے "علیی الاولیاء" (1/324) میں بیان کیا ہے ۔

دوسرافائدہ : دل میں دوبارہ گناہ نہ کرنے کی تنا پیدا ہوتی ہے؛ بلکہ اسے دوبارہ گناہ میں ملوث ہونا اتنا ہی برکت ہے جیسے اسے آگ میں پھینکا جانا ناپسند ہے ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاں پالے گا : 1) اللہ اور اس کے رسول سے بڑھ کر کوئی بھی اسے محبوب نہ ہو۔ 2) کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے۔ 3) اللہ تعالیٰ کے کفر سے بچانے کے بعد دوبارہ کفر کی حالت میں واپس لوٹنا اسے ایسے ہی ناپسند ہو جیسے اسے آگ میں پھینکا جانا ناپسند ہے ۔) اس حدیث کو امام بخاری : (6941) اور مسلم : (43) نے روایت کیا ہے ۔

جبکہ اس سے متناہم کیفیت یہ ہو گئی کہ انسان گناہ کی جگہ اور وقت پر گناہ کرنے کی جستجو میں رہے ، گناہ کے اساباب اور اصحاب تلاش کرے ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

**لَقُفْتَ مِنْ تَغْرِيْبِهِمْ فَلَمْفَتْ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَأَشْبَغُوا الشَّوَّافَاتِ فَرَوَتْ مُلْقَوْنَ غَيْرَ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُرْثُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُنْثَلُونَ شَيْئًا** ۔

ترجمہ : پھر ان کے بعد ان کے نالائق جانشین آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ گئے ۔ وہ عنقریب گمراہی کے انجام سے دوپار ہوں گے ۔ [59] البتہ ان میں سے جس نے توبہ کر لی ، ایمان لایا اور اچھے عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہ ہو گی ۔ [مریم : 59-60]

تیسرا فائدہ : گناہ چھوڑ دے گا ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ ہی نہ چھوڑے تو یہ توبہ کے منافی ہے، اور اس بات کی دلیل ہے کہ توبہ صرف زبانی بحث خرچ تھی حقیقت میں توبہ نہیں تھی۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے میں ہے:

"میرے نزدیک اس مسئلے میں یہ موقف صحیح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ سے توبہ کرے اور پھر اسی نوعیت کے کسی اور گناہ میں ملوث بھی ہو تو اس کی توبہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک گناہ سے توبہ کرے اور پھر کسی اور ایسے گناہ میں ملوث رہے جو توبہ والے گناہ سے تعقیب نہیں رکھتا ہے جیسے اس کی کوئی قسم بنتی ہے تو اس کی توبہ صحیح ہے، مثلاً: اگر کوئی شخص سودی لین دین سے توبہ کرے لیکن شراب نوشی سے توبہ نہ کرے تو پھر اس کی سودی لین دین والی توبہ صحیح ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص سود کی ایک قسم مثلاً: رہا الفضل سے تو توبہ کرے لیکن رہا النیمة سے تو توبہ نہ کرے، بلکہ دوسری قسم کے سود کو جاری رکھے، یا اس کے الٹ کرے کہ دوسری قسم سے توبہ کر کے پہلی قسم کا سود کھاتا رہے۔ یا ایک شخص پس پینے سے توبہ کرے لیکن شراب نوشی کرتا رہے یا شراب نوشی سے توبہ کر کے پس پینے لگ جائے تو اس کی توبہ صحیح نہیں ہو گی۔

ایسے شخص کی مثال تو اس زانی جیسی ہے جو ایک لڑکی سے زنا کرنے کی توبہ کرے لیکن کسی اور لڑکی سے زنا جاری رکھے ہوئے ہو اس سے توبہ نہ کرے، یا انگور کے نشہ آور جوس کو پینے سے توبہ کرے لیکن دیگر نشہ آور جوس نوش کرتا رہے، تو یہ شخص در حقیقت توبہ تائب ہوا ہی نہیں ہے، یہ تو ایک قسم چھوڑ کر دوسری قسم کے گناہ میں ملوث ہو گیا ہے۔

لیکن جو شخص ایک گناہ سے کسی ایسے دوسرے گناہ میں ملوث ہو جائے جو پہلے کی جنس سے نہ ہو تو اس کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ "ختم شد  
"مدارج السالکین" (1/285)

چوتھا فائدہ: گناہ میں دوبارہ ملوث نہ ہونے کا عزم پیدا ہو گا۔

لیکن اگر پھر بھی دوبارہ اسی گناہ میں ملوث ہو جائے تو یہ کامل توبہ سے منافی ہے، اور اس طرح توبہ کافائدہ کم ہو جائے گا۔ تاہم ختم نہیں ہو گی۔

الموسوعۃ الفقیریۃ الکویتیۃ (14/123) میں ہے کہ:

"اکثر غافلیت کرام کے ہاں جس گناہ سے توبہ کی گئی ہے دوبارہ کبھی بھی اسی گناہ میں ملوث نہ ہونا توبہ کی مژرا اظہمیں شامل نہیں ہے۔

توبہ کی بنیاد صرف اسی بات پر ہے کہ انسان گناہ چھوڑ دے، اس پر پشیان ہو، اور آئندہ دوبارہ گناہ میں ملوث نہ ہونے کا پہنچہ عزم کرے۔

لیکن اگر توبہ کرتے ہوئے پہنچہ عزم کے باوجود دوبارہ اسی گناہ میں ملوث ہو گیا تو اس کا حکم ایسے ہی ہے جیسے اس نے نئے سرے سے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اس طرح اس کی سابقہ توبہ کا عدم نہیں ہو گی، نہ ہی سابقہ گناہ کا دھبہ جو کہ توبہ کرنے سے دھل گیا تھا دوبارہ واپس آئے گا، چنانچہ توبہ سے پہلے گناہ کا دھبہ ایسے ہو گیا تھا جیسے وہ گناہ تھا ہی نہیں، اس کی دلیل حدیث مبارکہ میں بالکل واضح لفظیوں میں موجود ہے کہ: (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس کا گناہ تھا ہی نہیں)۔

بجہ کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ: پہلے گناہ کا دھبہ بھی واپس آجائے گا، کیونکہ ان کے ہاں گناہ سے توبہ ایسے ہی جیسے کوئی انسان کفر سے اسلام قبول کرتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی کافر اسلام قبول کرے تو اسلام پہلے والے سارے گناہ اور ان کے اثرات دھوڈالتا ہے لیکن اگر یہی کافر مرتد ہو جائے تو اسلام سے پہلے والے گناہ کے اثرات اور دھبہ واپس آجائتے ہیں۔

بجہ کچھ بات یہ ہے کہ: توبہ شدہ گناہ دوبارہ نہ کرنا اور اپنی توبہ پر قائم رہنا یہ کامل توبہ کی شرط توبے اس سے توبہ کا مکمل فائدہ حاصل ہوتا ہے، البتہ یہ شرط توبہ کے صحیح ہونے کے لیے لازم نہیں ہے۔ "ختم شد

## گناہ نہ کرنے کا عزم کرنے کے فوائد

گناہ نہ کرنے کا عزم کرنے کے چار فوائد ہیں:

پہلا فوائد: گناہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے:

وہ اس طرح کہ انسان ایسے دوستوں اور ذرائع سے دور رہتا ہے جن کی وجہ سے انسان دوبارہ گناہ میں ملوث ہو، جیسے کہ سیدنا ابو سعید خدرا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سن آپ فرم رہے تھے: (تم صرف مومن کوہی اپنا ساتھی بناؤ؛ اور تمہارا کھانا ممتنی شخص ہی کھائے۔) اس حدیث کو ابو داود: (4832) اور ترمذی (2395) نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

دوسرے فوائد: گناہ تک پہنچنے والے ذرائع بند ہو جاتے ہیں:

اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان ایسے بہیات اور وسائل سے بچتا ہے جو انسان کو حرام کاموں میں ملوث کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

چنانچہ سیدنا نعمن بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سن۔ اور نعمن نے اپنی دونوں انگلیوں کا اشارہ اپنے کانوں کی طرف کیا۔، آپ فرم رہے تھے: (حلال کھلاؤ اوضع ہے اور حرام بھی کھلاؤ اوضع ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزوں شہبہ کی ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شہبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچایا اور جو کوئی ان شہبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس جزو اسے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چراگاہ۔ وہ قریب ہے کہ بھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لوہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزوں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لوہ بدن میں ایک گوشت کا مٹکا ہے جب وہ درست ہو گا اسرا بدن درست ہو گا اور جہاں بچڑا اسرا بدن بچڑا گی۔ سن لوہہ بچڑا آدمی کا دل ہے۔) اس حدیث کو امام مخاری: (52) اور مسلم: (1599) نے روایت کیا ہے۔

تیسرا فوائد:

انسان گناہ سے مرتضیاً افعال سر انجام دیتا ہے:

لہذا اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی بات کو چھپایا تو اس کی توبہ تبھی ہوگی جب جھپائی ہوئی چیز بیان کرے گا، اسی طرح منافق کی توبہ تبھی قبول ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلص ہو کر دین اپنائے گا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”کسی بھی گناہ سے توبہ تبھی ہوگی جب گناہ کا مرتضیاً افعال عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات اور بینات چھپانے والے کی توبہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ انہیں آگے بیان کرے؛ کیونکہ ان کا گناہ جب چھپانے کی صورت میں تھا تو ان کی توبہ تبھی صحیح ہو گی جب چھپائی ہوئی چیزوں کو عیاں اور بیان کریں گے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

۱۵۹) إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ نَارًا نَّتَمَّا مِنَ النَّبِيَّاتِ وَالنَّبِيُّ مِنْ تَمَّ مِنَ النَّبِيَّاتِ لِلَّهُ مِنْ أَنْبَاتٍ لِتَعْلَمُ اللَّهُ وَلِتَعْلَمُ الْأَعْوَنَ (۱۵۹) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْنَمُوا وَأَتَوْا وَلِتَكُونَ أَتُوْبَ عَلَيْنِمْ وَأَتَأَنَّ الْوَتَابَ الْأَحْمَمُ۔ ترجمہ: جو لوگ ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور بہایت کی باتیں چھپاتے ہیں جبکہ ہم انہیں اپنی کتاب میں سب لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر لے گئے ہیں تو ایسے ہی لوگ ہیں جن پر

اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔ [159] البتہ جن لوگوں نے (اس کام سے) توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی اور (جوبات چھپائی تھی اس کی) وضاحت کر دی تو میں ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہر ایک کی توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہوں۔ [البقرۃ: 159-160]

اسی طرح منافق کی توبہ قبول ہونے کے لیے اخلاص کی شرط لگائی گئی ہے؛ کیونکہ منافق کا گناہ ریا کاری ہے، تو اللہ تعالیٰ نے منافق کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا: **{إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدُّرُجَاتِ الْأَنْفَلِ مِنَ الظَّالِمِينَ تَبَوَّلُهُمْ نَصِيرًا}**۔ ترجمہ: منافق تو یقیناً جنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے۔ ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پا لے۔ [الناء: 145]

پھر اس کے بعد فرمایا:

**{إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْنَمُوا إِلَيْهِ وَأَطْعَضُوا وَبَعْثَمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتَنَ اللَّهُ الْأَنْوَمِينَ أَبْرَاجًا حَفِظِيْا}**۔

ترجمہ: ہاں جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔

[الناء: 146] "ختم آخر شد"

"مدارج السالکین" (1/370)

چوتھا فائدہ:

عمل صاحب تک رسائی ممکن بنانے والے ذرائع آسان ہو جاتے ہیں، اور انسان اطاعتِ الہی پر استقامت اختیار کرتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

**{وَلَنِي لَتَّخَارِجَنَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحَمْ أَبْتَدِي}**۔

ترجمہ: اور جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اچھے عمل کرے اور راہ راست پر گامزن رہے تو اسے میں یقیناً بست در گور کرنے والا ہوں۔ [طہ: 82]

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ کستہ ہیں:

"یہاں آیت کے لفظ: {ابتدی} کا معنی یہ ہے کہ: انسان تسلسل کے ساتھ راہ راست پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن رہے، یعنی اس لفظ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مکمل مضموم ہے کہ: **{إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ أَنَّهُمْ أَسْتَحْمَلُونَا فَلَا خَوْفَ عَلَيْنَمْ وَلَا هُنْ يَسْتَهْنُونَ}**۔ ترجمہ: یقیناً جہنوں نے کہا: ہمارا پورا دگار اللہ ہے، پھر انہوں نے اس پر استقامت اختیار کی، تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ علکیں ہوں گے۔ [الاحقاف: 13] "ختم شد"

"التحریر والتنویر" (16/276)

مندرجہ بالا تفصیلات سے ہمیں معلوم ہوا کہ توبہ میں ندامت کا کردار لکھا زیادہ ہے کہ ندامت درحقیقت اللہ رب العالمین کی طرف رجوع کے لیے بنیادی ترین چیز ہے، اسی کی بدولت انسان شیاطین کے ہر کاوسے میں نہیں آتا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گوہیں کہ ہمیں کسی توبہ نصیب فرمائے اور ہماری توبہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔

واللہ عالم